چھوڑ دیتے ہیں۔ ان بڑوں کی خصلتیں اور عادتیں بھی عجیب وغریب ہیں۔ انہیں جتنا ملتا ہے کافی نہیں ہوتا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے اگر ان میں سے کسی ایک کو ساری رعایا مل کر یہ پورا ملک دے دے، اس کے نام کر دے تو جانتے ہو یا کہے گا، وہ یہ کہے گا پورا جزیرہ تو میرا ہے تم نے مل کر میرے نام کر دیا مگر وہ جو چھوٹے جزیرے آس پاس میں ہیں وہ تیرے نام ہیں، مجھے نہیں دئے، میرے نام نہیں کئے۔ اب دیکھئے یہ لالچ، یہ شکایت کس حد تک ہے۔ ان بڑوں کی کہاں تک ...یہ تو رہی بڑوں کی بات، کچھ ہمارے چھوٹے بھائی بندھو کے بارے میں بھی سن لیجئے۔ کسان مزدور ہے۔ گرمی ہو سردی ہو بڑی سخت محنت کرتا ہے۔ کم تنخواہ پاتا ہے۔ روپیہ پیسہ کم ہوتا ہے۔ زندگی امیروں کی طرح بسر کرنا چاہتا ہے، شراب پینے میں بڑوں کی نقل کرتے کرتے بڑوں سے بھی آگے نکل جاتا ہے، گھر میں دانہ پانی ہو یا نہ ہو گھڑ دوڑ، کسینو جانا، جوا کھیلنا ان کا جیسے پیشہ ہو گیا ہے۔

یہ تو رہی حضرت مرد کی بات اب ذرا خواتین کی طرف بھی رجوع ہو جائیں۔ یہ بھی اپنے بناؤ سنگار میں کسر نہیں چھوڑتیں۔ ضرورت کا سامان میسر ہو نہ ہو مگر بڑے بڑوں کی نقل ضرور ہو۔ گھر میں ساری سہولتیں حاصل ہیں مگر اس پر بھی شکایت کہ ہم بڑی بیگمات کی طرح نہیں ہیں۔ بجلی، گیس سے کھانا تیار ہو جاتا ہے، کپڑے مشینوں میں دھل جاتے، گھر بار کی صاف صفائی بھی مشینوں سے، اس پر یہ شکایت کہ وہ تھک جاتی ہیں۔ ہوا کے بعد جس چیز کی سب سے اہم ضرورت ہے وہ ہے پانی۔ پانی گھر آنگن میں تو ہے ہی مگر ہر اس جگہ موجود ہے کہ کیا کہئے ...نل ہی نل، پھر بھی شکایت۔ کبھی کپڑے دھلے بغیر رہ جاتے کبھی بچے نہائے بغیر رہ جاتے۔ کیا کیا کہیں، کس کس کی کہیں۔ انسان تو یہاں تک اللہ سے شکایت کرتا ہے۔

ہم تو پاک پروردگار کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اس کے دیے پر قناعت کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کو یہی ہدایت دیتے ہیں کہ ہم انسان ہیں، اشرف المخلوقات ہیں۔ عقل وشعور کو صحیح معنوں میں استعمال کریں۔ اپنی چاہت کے پیچھے اوروں کی ضرورت کو نہ ٹھکرائیں بلکہ اللہ کے فرمان پر چلیں اور اللہ کے محبوب محمد ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کریں۔ یعنی اپنے مطلب اور چاہت کی خاطر اوروں کے حقوق اور ضروریات کو نہ کچلیں۔ کیونکہ یہ دنیا دو دن کی ہے اور سب کچھ یہیں چھوڑ جانا ہے، ساتھ جائے گا تو نیک اعمال ہے۔ جو رہ جائے گا وہ نیک کام ہے نیک نام ہے ...

اللہ ہم سب کو صحیح راستے پر چلنے اور نیک عمل کرنے کی توفیق اور ہدایت دے ...اللہ کی دی ہوئی نعمتوں اور سہولتوں کا شکر ادا کریں اور شکایتوں سے پرہیز کریں...آمین!!

از: عبد القاسم علی محمد

تدریس اور تدریسی وسائل کی اہمیت

دیگر زبانوں کی طرح اردو زبان کی تدریس بھی اہمیت کی حامل ہے۔ جب ہمارے آباواجداد ماریشس آئے تھے تو وہ اپنے ساتھ مختلف زبانیں لائے تھے اور ان میں سے ایک اردو زبان بھی تھی۔ آگے چل کر اردو زبان کی تدریس اسکولوں اور کالجوں میں شروع ہوئی۔ پرائمری اسکولوں میں اردو زبان کو ایک ثانوی زبان کی حیثیت سے پڑھائی جاتی ہے۔ جس طرح دوسری زبانوں کی تدریس کے لئے اساتذہ تدریسی وسائل کا استعمال کرتے ہیں تا کہ ان کی کلاس دلچسپ ہو، اسی طرح جب اردو کی تدریس ہوتی ہے تو اردو کے اساتذہ کو بھی مختلف تدریسی وسائل کا سہارا لینا چاہیے۔

کہا جاتا ہے کہ تدریس ایک مقدس اور مہذب پیشہ ہے۔ جب سے انسان پیدا ہوا ہے تب سے تدریس کا نظام شروع ہوا ہے۔ قدیم زمانے میں تدریس کو ایک بے جان اور خشک عمل سمجھا جاتا تھا لیکن آگے چل کر ماہرینِ تعلیم کے تجربات سے اندازہ ہوتا ہے کہ تدریس کو ایک با مقصد اور فعال پیشہ بنانے کے لئے تدریسی سامان کا استعمال ضروری ہے لیکن موئثر طریقے میں ہونا چاہیے۔

چونکہ تدریس ایک مقدس پیشہ ہے لہٰذا ہر استاد کو چاہیے کہ وہ خود اعتمادی اور ایمان داری سے کام کرے۔ اگر اردو کی تدریس پر زیادہ غور کریں تو معلم کو چند مخصوص مہارتیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے جو ان کو تدریس میں مدد فراہم کریں گی۔ تدریسی وسائل کی اہمیت تو نمایاں ہے لیکن ان کو استعمال کرنے سے پہلے جو سب سے اہم بات سامنے آتی ہے وہ یہ کہ استاد کو قبلِ تدریس ہی طے کر لینا چاہیے کہ وہ کس کلاس اور کس موضوع یا سبق کو پڑھانے کے لئے تدریسی وسائل تیار کر رہا